اہلِ سنت والجماعت کے ائمہ اور اقطاب(حصہ اول)

<"xml encoding="UTF-8?>

اہلِ سنت والجماعت کے ائمہ اور اقطاب

۱: خلیفہ اوّل ابوبکر بن ابی قحافہ
۲: خلیفہ ثانی عمر بن خطاب
۳: خلیفہ ثالث عثمان بن عفان
۴: طلحہ بن عبیداللہ
۵: زبیر بن العوام
۶:سعد بن ابی وقاص
۷: عبدالرحمن بن عوف
۸: ام المؤمنین عائشہ بنتِ ابی بکر
۹: خالد بن ولید
۱۰: ابوہریرہ دوسی
۱۱: عبداللہ بن عمر
۱۲: عبداللہ بن زبیر

مذکورہ افراد کو میں نے اہل سنت والجماعت کے بے شمار اقطاب کے درمیان سے اس لئے منتخب کیا ہے کہ ان ہی کے زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں یا ان کی روایات زیادہ ہیں اور بزعم اہلسنت ان ہی کی ذات سے علم سوتا پھوٹتا ہے۔

ہم عنقریب ہر ایک کے متعلق ایک مختصر بحث پیش کریں گے اور بتائیں گے کہ ہر ایک نے عمدا یا جہالت کی بنا پر سنت نبوی(ص) کی مخالفت کی ہے اس سے محقق کو یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ اہلِ سنت والجماعت جس چیز کادعوا کرتے ہیں وہ ان کے پاس نہیں ہے بلکہ وہ اپنی ہوس کی پیروی کرتے ہوئے یہ تصور کرتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں ۔ باقی سب گمراہ ہیں۔

۱: ابو بکر صدّیق" ابنِ ابی قحافہ

ہم اپنی دیگر کتابوں میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کر چکے ہیں کہ ابوبکر نے نبی(ص) کی پانچ سو احادیث جمع کرکے نذر آتش کردی تھی اور خطبہ کے دوران کہا تھا: رسول(ص) سے کوئی حدیث نقل نہ کرنا اوراگر کوئی تم سے سوال کرے تو اس سے کہدو ہمارے ، تمھارے درمیان قرآنِ مجید ہے اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو!

ہم یہ بھی بیان کرچکے ہیں کہ ابوبکر نے نوشتہ لکھنے کے سلسلہ میں نبی(ص) کی مخالفت کی اور عمر کے اس قول کی تائید کہ رسول(ص) معاذ اللہ ہذیان بک رہے ہیں ہمارے لئے کتابِ خدا کافی ہے۔
اسی طرح علی(ع) کی خلافت غصب کر کے آپ(ع) کی خلافت سے متعلق نصوص محمدی(ص) کی مخالفت کی۔
اسامہ کی امارت اور ان کے لشکر میں شریک نہ ہو کر سنتِ نبی(ص) کی مخالفت کی جگر گوشہ رسول(ص) فاطمہ زہرا(ع) کو اذیت پہنچا کر اور انھیں دھمکی دے کر سنتِ نبی(ص) کی مخالفت کی۔
مانعین زکوٰۃ مسلمانوں سے جنگ کرکے اور انھیں تہ تیغ کر کے سنتِ رسول(ص) کی مخالفت کی۔
فجات سلمی کو جلا کر جس سے نبی(ص) نے منع کیا تھا، سنتِ نبی(ص) کی مخالفت کی مؤلفہ القلوب کا حصہ نہ دے کر اور عمر کے قول کی تائید کر کے سنتِ رسول(ص) کی مخالفت کی۔
عمر کو مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر مسلمانوں کا خلیفہ بناکر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تمام مخالفتوسے اہل سنت کی صحاح اور تواریخ بھری پڑی ہیں۔
پس جب سنتِ نبی(ص) کا یہ حال ہے، جیسا کہ علمانے بیان کیا ہے، کہ ابوبکر نے سنت یعنی قولِ رسول(ص) فعلِ رسول(ص) اور تقریر رسول(ص) کی مخالفت کی ہے۔
قول رسول(ص) کی مخالفت : نبی(ص) نے ارشاد فرمایا:
" فاطمہ (ع) میرا ٹکڑا ہے جس نےاسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔"
اور فاطمہ(س) نے دنیا سے اس حالت میں رحلت کی کہ ابوبکر پر غضبناک تھیں جیسا کہ بخاری نے تحریر کیا ہے۔
رسول(ص) کا قول ہے کہ:
جیش اسامہ میں شرکت نہ کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے اور یہ آپ(ص) نے اس وقت فرمایا تھا: جب صحابہ نے اسامہ کو امیر بنانے کے سلسلہ میں اعتراض کیا تھا اور ان کے لشکر میں شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا ان تمام خلاف ورزیوں کے باوجود ابوبکر خلیفہ بن گئے تھے

فعلِ رسول(ص) کی مخالفت:

رسول(ص) نے مؤلفۃ القلوب کو حکم خد اسے حصہ دیا لیکن ابوبکر نے انھیں اس حق سے محروم کردیا جس پر قرآن کی نص موجود ہیں اور رسول(ص) نے اس پر عمل کیا ہے چونکہ عمر نے یہ کہدیا تھا کہ اب ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے ابوبکر نے بھی دست کش ہوگئے۔

تقریرِ رسول(ص) کی مخالفت :

نبی(ص) نے اپنی خاموشی سے اس بات کی اجازت دیدی تھی کہ لوگ آپ(ص) کی احادیث لکھیں اور لوگوں کے درمیان نشر کریں لیکن ابوبکر نے ان حدیثوں کو جلا ڈالا اور ان کی نشر و اشاعت پر پابندی لگادی۔
ابوبکر قرآن کے بہت سے احکام سے ناواقف تھے ان سے کلالہ کے متعلق سوال کیا گیا کہ جس کا حکم قرآن میں موجود ہے، تو کہا میں اپنی رائے سے فیصلہ کرسکتا ہوں اگر وہ فیصلہ صحیح ہوگا تو خد اکی طرف سے اور غلط ہوگا تو شیطان کی طرف سے ہے۔ (تفسیر طبری، تفسیر ابنِ کثیر،تفسیر خازن، تفسیر جلال الدین سیوطی، تمام مفسرین نے سورہ نساء کی اس آیت کے ذیل میں تحریر کیا ہے۔ (لیستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ)

مسلمانوں کے اس خلیفہ کے بارے میں کیونکر حیرت نہ ہو کہ جس سے کلالہ کا حکم پوچھا جاتا ہے تو وہ اپنی مرضی سے فیصلہ کرتے ہیں جبکہ خد انے قرآن میں او ر رسول(ص) نے اپنی احادیث میں کلالہ کو واضح طور پر بیان کیا ہے ۔ لیکن خلیفہ کو ان دونوں سے سروکار ہی نہیں تھا۔
پھر خود ہی اس بات کا بھی اعتراض کرتے ہیں کہ شیطان ان کی رائے پر مسلط رہتا ہے۔ اور یہ خلیفہ مسلمین ابوبکر کے لئے کو اتفاقی امر نہیں تھا بلکہ انھوں نے ایسی باتیں بارہا کہی ہیں۔ میرا ایک شیطان ہے جوکہ بھکاتا رہتا ہے۔
واضح رہے علمائے اسلام کا صریح فیصلہ ہے کہ جو شخص کتابِ خدا کےبارے میں اپنی رائے سے کام لے وہ کافر ہے ، جیسا کہ نبی(ص) نے کبھی اپنی رائے اور قیاس سے کچھ نہیں فرمایا:
ابوبکر کہا کرتے تھے: مجھے اپنے نبی(ص) کی سنت پر زبردستی نہ چلاؤ کیونکہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے۔
پس جب ابوبکر میں سنتِ نبی(ص) پر گامزن ہونے کی طاقت نہیں ہے تو پھر ان کے انصار و مددگار یہ دعوی کیسے کرتے ہیں کہ ہم اہلِ سنت ہیں۔
شاید ابوبکر سنتِ رسول(ص) کا اس لئے اتباع نہیں کرسکتے تھے کہ سنت انھیں یہ بتاتی کہ ان کا عمل رسالتِ مآب(ص) کے عمل سے بالکل مختلف ہے جبکہ خدا نے فرمایا ہے کہ:
" دین میں تمھارے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔" (حج۷۸)
" خدا تمھارے لئے آسانی کا ارادہ رکھتا ہے تنگی کا نہیں۔" (بقرہ ۱۸۵)
" خدا کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔" (بقرہ۲۸٦)
" جو رسول(ص) تمھیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے بازرہو۔" (حشر ۷)
ابوبکر کا یہ قول کہ مجھ میں سنتِ نبی(ص) کے اتباع کی طاقت نہیں ہے ان آیتوں کی تردید کررہا ہے اور جب نبی(ص) کے فورا بعد خلیفہ اوّل ابوبکر اس زمانہ میں سنتِ نبی(ص) پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے تو دورِ حاضر کے مسلمانوں سے کیونکر قرآن و سنتِ نبی(ص) پر گامزن رہنے کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے؟
اور ہم تو ابوبکر کو ایسے آسان امور میں بھی سنتِ نبی(ص) کی مخالفت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ جن پر ناتواں اور جاہل بھی عمل کرتا ہے۔
چنانچہ ابوبکر نے قربانی کو ترک کردیا جبکہ رسول (ص) خود بھی قربانی کرتے تھے اور اس کی تاکید فرماتے تھے۔
تمام مسلمان جانتے ہیں کہ قربانی مستحب مؤکد ہے پھر خلیفہ مسلمین نےاسے کیونکر ترک کردیا؟
محدثین اور امام شافعی نے کتاب الام میں بیان کیا ہے کہ (بیہقی نے سنن الکبریٰ کی ج۹ ص۳٦۵ اور سیوطی نے جمع الجوامع کی جلد۳ ص۴۵ پر نقل کیا ہے)
ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں قربانی نہیں کرتے تھے اور وہ اس خیال کے تحت کہ کہیں دیگر افراد ہماری اقتدا میں اسے واجب نہ سمجھنے لگیں!
یہ تعلیل باطل ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہےکیونکہ تمام صحابہ جانتے تھے کہ قربانی سنت ہے واجب نہیں ہے۔
اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ لوگ قربانی کو واجب سمجھنے لگتے تو بھی کیا حرج تھا جبکہ عمر نماز تراویح کی بدعت ایجاد کردیتے ہیں جو کہ نہ سنت ہے اور نہ واجب۔
بلکہ اس کے برخلاف نبی(ص) نے اس سے منع فرمایا تھا اور آج اکثرِ اہلِ سنت نمازِ تراویح کو واجب سمجھتے

ہیں۔
شاید ابوبکر و عمر قربانی نہ کرکے اور سنت نبی(ص) کا اتباع نہ کرکے لوگوں کو اس شک میں مبتلا کرنا چاہتے تھے کہ جو فعل بھی رسول(ص) نے انجام دیا ہے وہ واجب نہیں ہے۔ لہٰذا اسے ترک کیا جاسکتا ہے۔
اور اس سےان کےاس قول کی تقویت ہوتی ہے کہ "ہمارے لئے کتاب خدا ہی کافی ہے اور ابوبکر کےاس قول کو بھی سہارا ملتا ہے کہ نبی(ص) سے کوئی حدیث نقل نہ کیا کرو بلکہ یہ کہا کرو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کتابِ خدا موجود ہے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو!
اس بنیا د پر اگر کوئی شخص ابوبکر پر قربانی والی سنتِ نبی(ص) کے ذریعہ احتجاج کرتا ہے تو ابوبکر صاف کہدیتے تھے مجھ سے تم رسول(ص) کی حدیث بیان نہ کرو، مجھے تو کتاب میں اس کا حکم دیکھاؤ کہاں ہے۔
اس کےبعد ایک محقق بخوبی اس بات کو سمجھ لے گا کہ اہلِ سنت کے یہاں سنتِ نبی(ص) کیونکر متروک و مجہول رہی اور انھوں نے اپنی رائے قیاس اور استحسان کے ذریعہ کیسے خدا و رسول(ص) کے احکام کو بدل ڈالا۔
یہ وہ مثالیں ہیں جن کو میں نے ابوبکر کے ان کارناموں سے نکالا ہے جو انھوں نے سنتِ نبی(ص) کے سلسلہ میں انجام دیئے ہیں۔ جیسے سنت کی اہانت ، احادیث کا جلانا اوران سے چشم پوشی کرنا ، اگر ہم چاہتے تو اس موضوع پر مستقل کتاب لکھدیتے۔
اتنے کم علم والے انسان سے ایک مسلمان کیسے مطمئن ہوسکتا ہے جس کا یہ مبلغِ علم ہے اور سنتِ نبوی(ص) سے جس کا یہ برتاؤ ہے تو اس کی پیروی کرنے والے کیونکر اہلِ سنت کہلواتے ہیں؟
اہلِ سنت نہ اسے چھوڑ سکتے ہیں اور نہ اسے نذر آتش کرسکتے ہیں۔
ہرگز ، بلکہ اہلِ سنت وہ ہیں جو اس کا اتباع کرتے ہیں اور اسے مقدس سمجھتے ہیں۔
("اے رسول (ص)) کہدیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہوتو میرا اتباع کرو(پھر) خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ غفور و رحیم ہے۔
(اے رسول(ص)) کہدیجئے کہ اللہ اور رسول(ص) کی اطاعت کرو اگر روگردانی کرو گے تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ (آل عمران ۳۱۔۳۲)

۲: عمر بن خطاب ۔ فاروق

ہم اپنی دیگر کتابوں میں تحریر کرچکے ہیں کہ سنت نبوی(ص) سے ٹکرانے میں عمر بڑے جسور تھے۔یہ وہ جری ہے جس نے رسول(ص) سے بےڈھڑک کہدیا تھا ہمارے لئے کتابِ خدا کافی ہے اور اس رسول(ص) کے قول کوجو کہ اپنی خواہش نفس سے کچھ کہتا ہی نہیں اسے اہمیت نہیں دی، اس لحاظ سے عمر اس امت کی گمراہی کا سبب بنے۔(اس کی دلیل قولِ رسول(ص) ہے ،۔ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا: میں تمہارے لئے نوشتہ لکھدوں کہ جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ابنِ عباس کہتے ہیں اگر وہ نوشتہ لکھا گیا ہوتا تو امت کے دو افراد کے درمیان کبھی اختلاف نہ ہوتا لیکن عمر نے رسول(ص) کو وہ نوشتہ نہ لکھنے دیا اور آپ(ص) پ رہذیان کی تہمت لگائی تاکہ رسول(ص) لکھنے پر اصرار نہ کریں۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امت کی گمراہی کا سبب عمر ہیں جس نے امت کو ہدایت سے محروم کیا۔)
ہم یہ بھی جانتے ہیںکہ عمر نے فاطمہ زہرا(س) کی اہانت کی اور آپ(س) کو اذیّتین دیں۔ آپ(س) کو اور آپ کے چھوٹے چھوٹے بچّوں کو اس وقت خوف زدہ کیا جب رسول(ص) کی لختِ جگر کے گھر پر یورش کی اور گھر

کوآگ لگادینے کی دھمکی دی۔
ہم اس سے بھی بے خبر نہیں ہیں کہ عمر ہی نے حدیث کی کتابیں جمع کرکے نذر آتش کردی تھیں۔ اور لوگوں کو احادیثِ رسول(ص) بیان کرنے سے منع کردیا تھا۔
عمر نے اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اور خود رسول(ص) کے سامنے آپ(ص) کی سنت کی مخالفت کی جیسا کہ جیش اسامہ میں شرکت نہ کر کے سنتِ بنی(ص) کی مخالفت کی اور ابوبکر کی خلافت کو مستحکم بنانے کی غرض سے جیشِ اسامہ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔
مؤلفۃ القلوب کو ان کا حق نہ دیکر قرآن و سنت کی مخالفت کی۔
اسی طرح متعہ حج و متعہ نساء کو حرام قرار دیکر قرآ نو سنت کی مخالفت کی۔
تین طلاقوں کو ختم کر کے ایک طلاق کو کافی بتا کر قرآن و سنت کی مخالفت کی۔
اور پانی نہ ہونے کی صورت جمیں فریضہ تیمم کو ختم کر کے قرآن و سنت کی مخالفت کی۔
مسلمانوں کو جاسوسی کا حکم دیکر قرآن و سنت کی مخالفت کی۔
اسی طرح اذان سے ایک جزو ختم کر کے اور اپنی طرف سے ایک جزو کا اضافہ کر کے قرآن و سنت کی مخالفت کی۔
خالد بن ولید پر حد جاری نہ کر کے قرآن وسنت نبی(ص) کی مخالفت کی جبکہ خود اسے خد کی اجراء سے خوف زدہ کرچکے تھے۔
جیسا کہ تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم دیکر سنتِ نبی(ص) کی مخالفت کی۔
بیت المال کی تقسیم کے سلسلہ میں سنتِ نبوی(ص) کی مخالفت کر کے طبقاتی نظام کی بدعت جاری کی اور اسلام میں طبقہ بندی کو جنم دیا۔
مجلس شوریٰ بناکر اور ابنِ عوف کو اس کا رئیس مقرر کرکے سنتِ نبوی(ص) کی مخالفت کی۔
تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کے باوجود اہل سنت والجماعت انہیں معصوم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں عدل تو عمر کے مرتے ہی ختم ہوگیا تھا، اور جب انھیں قبر میں رکھا گیا اور منکرو نکیر سوال کرنے آئے تو عمر ان پر برس پڑے اور پوچھا تمھارے پروردگار کون ہے؟ اہلِ سنت والجماعت کہتے ہیں کہ عمر فاروق ہیں کہ جس کے ذریعہ خدا نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔
کیا یہ بنی امیہ نے اسلام اور ،مسلمانوں کا مذاق نہیں اڑایا ہے؟انھوں نے ایک سخت مزاج شخص کے لئے ایسے مناقب گھڑ دیئے جو کہ مستقل طور پر رسول(ص) سے لڑتا رہا۔ (مسلم نے اپنی صحیح میں متعہ کے سلسلے میں ابن عباس اور ابن زبیر کا اختلاف درج کیا جہے ۔ جابر بن عبداللہ نے کہا ہم رسول(ص) کے ز مانہ میں متعہ حج اور متعہ نساء دونوں پر عمل کرتے تھے حج جمیں عمر نے دونوں کو حرام قرار دیدیا۔) گویا انکی زبانِ حال مسلمانوں سے یہ کہہ رہی ہے کہ محمد(ص) کا زمانہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ ختم ہوگیا اب ہمارا زمانہ ہے۔ اب ہم جس طرح چاہیں گے دین میں ردّ و بدل کریں گے اور شریعت بنائیں گے ۔ اب تم ہمارے غلام ہو تمھاری اور تمھارے نبی(ص) کی ناک رگڑی جا ئے گی۔ اور ردّ عمل کے طور پر انتقام لیا جائے گا تاکہ حکومت قریش ہی کی طرف لوٹا دی جائے جس کی زمام بنی امیہ کے ہاتھوں میں رہے گی جو کہ اسلام اور رسولِ اسلام سے مستقل طور پر لڑتے چلے آرہے ہیں۔
عمر بن خطاب سدا سنت نبوی(ص) کو مٹانے کی کوشش میں لگے رہے اور اس کا مذاق اڑاتے رہے اور ہیشہ اس کی مخالفت کرتے رہے یہاں کہ نبی(ص) کے سامنے بھی مخالفت کی تو اب نہ تعجب خیز بات نہیں ہے کہ

قریش حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں می دیدیں اور انھیں اپنا قائد اعظم تسلیم کرلیں کیونکہ وہ ظہور اسلام کے بعد قریش کی بولتی ہوئی زبان تھے۔ اور ان کی طرف سے جھگڑنے والے تھے۔ اسی طرح وفاتِ نبی(ص) کے بعد وہ قریش کی برہنہ شمشیر اور ان کے خوابوں کی تعبیروں کو وجود میں لانے کا مرکز اور حکومت تک ان کی رسائی کا ذریعہ اور ان کی جاہلیت والی عادتوں کی طرف پلٹانے کا سبب تھے۔

یہ کوئی اتفاقی امر نہیں جھے کہ ہم عمر کو ان کے زمانہ خلافت میں سنت نبوی(ص) کی مخالفت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور انھیں خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم (ع) سے الگ ایسے عمل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں جیسے زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔

ابنِ سعد نے اپنی طبقات میں اور دیگر مورخین نے نقل کیاہے کہ:

جب نبی(ص) نے مکہ فتح کیا تو مقام ابراہیم(ع) کو اس طرح خانہ کعبہ سے ملادیا جس طرح عہد ابراہیم(ع) و اسماعیل(ع) میں تھا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عرب نے مقام ابراہیم(ع) کو اس جگہ کردیا تھا جہاں آج ہے۔

لیکن بعد میں عمر بن خطاب نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسی جگہ کردیا تھا جہاں آج ہے جبکہ عہدِ رسول(ص) اور زمانہ ابوبکر میں خانہ کعبہ سے ملا ہوا تھا۔(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۲۰۴، تاریخ الخلفا حالاتِ خلافت عمر بن خطاب)

کیا آپ عمر بن خطاب کے لئے کوئی عذر پیش کرسکتے ہیجب کہ وہجان بوجھ کر اس سنتِ رسول(ص) کو محو کرتے تھے جو کہ آپ(ص) نے ابراہیم و اسماعیل(ع) کے عمل کے مطابق کردی تھی اور عمر نے جاہلیت والی سنت کو زندہ کیا اور مقامِ ابراہیم(ع) وہیں کردیا جہاں زمانہ جاہلیت میں تھا۔

پس قریش عمر کو کیسے فوقیت نہ دیتے اور ان کے لئے ایسے فضائل کیونکر گھڑتے جو خیالات کی سرحدوں میں مقید ہیں یہاں تک کہ ان کے دوست ابوبکر کہ جن کو عمر نے خود خلافت میں مقدم کیا تھا وہ بھی اس مقام تک نہیں پہونچے اور پھر بخاری کی روایت کے مطابق ان کے (علم کے کنویں سے ڈول) کھینچنے میں ضعف تھا لیکن عمر نے ان سے لے لیا اور اسے آسانی سے کھینچ لیا۔

اور یہ ان بدعتوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہے جو کہ عمر نے اسلام میں ایجاد کی ہیں۔ اور یہ بدعتیں سب کتابِ خدا اور سنتِ رسول(ص) کی مخالف ہیں۔اگر ہم ان کی بدعتوں کو جمع کریں اور ان احکام کو یکجا کردیا جائے جو کہ انھوں نے اپنی رائے سے صادر کئے ہیں اور ان پر لوگوں کو زبردستی عمل کرنے کے لئے کہا تو دفتر کے دفتر وجود میں آجائیں گے لیکن ہمارے پیشِ نظر اختصار ہے۔

اور کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے : عمر بن خطاب نے کتابِ خدا اور سنتِ رسول(ص) کی کیسے مخالفت کی جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو خدا و رسول(ص) کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا اختیار نہیں ہے اور جو خدا اور اس کے رسول(ص) کی نافرمانی کرے گا وہ تو کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہے۔(احزاب/۳٦)

اس بات پر آج اکثر لوگ بحث کرتے ہیں اور ان باتو ں کو جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمر نے ان چیزوں کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔

ایسے لوگوں سے ہماری گذارش ہے کہ: یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ اہلِ سنت میں سے عمر کے یارو انصار نے ثابت کی ہیں ۔ اور اب لاشعوری طور پر عمر کو نبی(ص) پر فضیلت دیتے ہیں۔

اگر یہ باتیں جو عمر کے بارے میں کہی گئی ہیں سب جھوٹی ہیں تو اہلِ سنت کی صحاح (ستہ) کا کوئی اعتبار نہیں رہے گا ۔اور پھر ان کے کسی عقیدہ پر کوئی دلیل باقی نہ بچے گی۔ کیونکہ تواریخ کے اکثر واقعات اہلِ سنت

کی حکومت کے زمانہ میں لکھے گئے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک عمر بن خطاب کا جو احترام و محبت ہےوہ سب پر عیاں ہے۔
اور جب یہ بات صحیح ہے اور ناقابل ترید حقیقت ہے تو آج مسلمانوں کو اپنے موقف کا جائزہ لینا چاہئے اور اپنے عقائد کے بارے میں سوچنا چاہئے اگر وہ اہلِ سنت والجماعت ہیں۔
اسی لئے آج کے اکثر محققین کو آپ دیکھیں گے کہ وہ ایسی روایات اوران تاریخی واقعات کو جھٹلاتے ہیں جن پر علما و محدثین کا اجماع ہے۔ اگر چہ انھیں جھٹلانے کی ان کے اندر طاقت نہیں ہے۔اسی لئے وہ تاویل کیا کرتے ہیں اور ایسے واہیات قسم کے عذر و بہانے کرتے ہیں۔
جن کی بنیاد علمی دلیل پر استوار نہیں ہوتی ہے بعض نے تو ان (عمر) کی بدعتیں جمع کر کے ان کے مناقب میں شامل کردی ہیں۔
شاید خدا و رسول(ص) دونوں ہی مسلمانوں کی مصلحت سے ناواقف تھے۔ اسی لئے تو وہ ان بدعتوں سے غافل رہے (استغفر اللہ) چنانچہ عمر ابن خطاب نے ان مصلحتوں کا انکشاف کیا اور رسول(ص) کی وفات کے بعد انھیں مسلمانوں کے لئے سنت قرار دیدیا۔
ہم بہتان عظیم ، کھلے کفر ، رائے خطا اور فکری لغزشوں سے خد اکی پناہ چاہتے ہیں اور جب عمر جیسا اہلِ سنت والجماعت کا امام و قائد ہے ۔ تو میں ایسی سنت اور ایسی جماعت سے خدا کی بارگاہ میں برائت کا اظہار کرتا ہوں۔
خدا سے میری دعا ہے کہ وہ مجھے سنتِ خاتم النبیین سید المرسلین ، سیدنا محمد (ص) و علی(ع) اور اہلِ بیت طاہرین(ع) کے راستہ پر موت دے۔

۳: عثمان بن عفان" ذوالنورین"

یہ تیسرے خلیفہ ہیں جو کہ عمر بن خطاب کی تدبیر سے اور عبدالرحمن بن عوف کی زیرکی سے خلافت پر متمکن ہوئے ، ابن عوف نے عثمان سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ ان کے درمیان کتابِ خدا ، سنتِ رسول(ص) اور سنت ابوبکر و عمر کے مطابق حکومت کے فیصلے کریں گے۔
مجھے خود دوسری شرط میں شک ہے کہ جس میں سنتِ نبی(ص) کے مطابق فیصلہ کرنے کو کہا گیا ہے۔
کیونکہ عبدالرحمن ابن عوف دوسروں سے زیادہ اس بات کو جانتے تھے کہ ابوبکر و عمر نے سنت نبوی(ص) کے مطابق نہ حکومت کی ہے اور نہ کوئی فیصلہ کیا ہے بلکہ انھوں نے ہمیشہ اپنی رائے اور اجتہاد سے کام لیا ہے۔
شیخین کے زمانہ میں سنتِ رسول(ص) معدوم ہوگئی ہوتی اگر علی(ع) اس کو زندہ رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی نہ دیتے۔
ظن غالب یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب(ع) کے سامنے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ کتابِ خدا اور سیرت شیخین کے مطابق حکومت چلائیں گے۔ تو ہم آپ(ع) کو خلیفہ بناتے ہیں۔ علی(ع) نے اس پیش کش کو یہ کہکر ٹھکرادیا تھا کہ میں صرف کتابِ خدا اور سنتِ رسول(ص) کے مطابق حکومت کروںگا۔
لہذا آپ(ع) کو خلافت نہ دی گئی کیونکہ وہ سنتِ نبی(ص) کو زندہ کرنا چاہتے تھے عثمان نے اس شرط کو قبول کر کے خلافت لے لی۔ پھر ابوبکر و عمر نے صریح طور پر متعدد بار یہ کہدیا تھا کہ ہمیں سنتِ نبی(ص) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ اس کی حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو!

ہمارے مسلک کے صحیح ہونے کا اس بات سے اور زیادہ یقین ہوجاتا ہے کہ عثمان بن عفان اس شرط (کہ سیرت شیخین کے مطابق عمل کرنا ہوگا) سے یہ سمجھ گئے تھے کہ احکام کےسلسلہ میں اپنے دونوں دوستوں کی طرعح اپنی رائے سے اجتہاد کرلیا جائے گا اور یہ وہ سنت تھی جس کو شیخین نے نبی(ص) کے بعد ایجاد کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم عثمان کو رائے اور اجتہاد کے سلسلہ میں اپنےدوستوں سے بھی زیادہ مطلق العنان پاتے ہیں۔ اسی بناء پر اکثر صحابہ نے ان پر تنقید کی اور ملامت کرتے ہوئے عبدالرحمن بن عوف کے پاس آئے اور کہا یہ تمھارا کارنامہ ہے۔

اور جب تنقید و شور وغل عثمان کے خلاف بہت زیادہ ہوگیا تو ایک روز انھوں نےصحابہ کے درمیان خطبہ دیتےہؤے کہا: تم لوگوں نے عمر بن خطاب کے اجتہاد پر کیوں تنقید نہیں کی تھی؟ اس لئے کہ وہ تمھیں اپنے درے سے صحیح رکھتے تھے!

ابنِ قتیبہ کی روایت ہے کہ: جب لوگوں نے عثمان پر تنقید کی تو وہ خطبہ دینے کے لئے منبر پ رکھڑے ہوئے اور کہا ! اے گروہ مہاجرین و انصار قسم خدا کی تم نے مجھ پر بہت چیزیں تھوپی ہیں اور بہت سے امور کو دشوار بنادیا ہے۔ جبکہ عمر بن خطاب کے لئے تم خاموش رہے۔کیونکہ انھوں نے تمھاری زبانیں بند کر رکھی تھیں اور تمھیں ذلیل و خوار بنا رکھا تھا، تم میں سے کسی میں یھجرا ت نہ تھی کہ انھیں آنکھ پھر کر دیکھ لینا اور نہ ہی آنکھ سے اشارہ کرسکتا تھا۔ قسم خدا کی میرے پا س ابنِ خطاب سے زیادہ افراد اور مدد کرنے والے موجود ہیں۔

(تاریخ الخلفا، ابنِ قتیبہ ص۳۱)

میر اذاتی عقیدہ یہ ہےکہ مہاجرین و انصار میں سے صحابہ نے عثمان کے اجتہاد پر تنقید نہیں کی تھی ، کیونکہ وہ اجتہاد کے پہلے ہی روز سے عادی تھے اور اسے بابرکت سمجھتے تھے ۔ لیکن صحابہ نے اس لئے عثمان پر تنقید و اعتراض کی بوچھار کی تھی کہ عثمان نے انھیں معزول کرکے کرسیاں اور مناصب اپنے ان فاسق قرابت داروں کو دیئے تھےجو کہ کل تک اسلام اور مسلمانوں سے جنگ کر رہے تھے۔

یقینا مہاجرین وانصار نے ابوبکر کے خلاف زبان نہیں کھولی تھی۔ کیونکہ ابوبکر و عمر نے انھیں حکومت میں شریک کا ربنا لیا تھا اور ایسے مناصب دیدئیے تھے جن سے مال و عزت دونوں حاصل ہوتے تھے۔

لیکن عثمان نے اکثر مہاجرین و انصار کو معزول کردیا تھا اور بنی امیہ کے لئے بیت المال کا دروازہ کھول دیا تھا چنانچہ صحابہ سے یہ نہ دیکھا گیا اور انھونے اعتراضات و شبہات کا سلسلہ شروع کردیا یہاں تک کہ عثمان قتل کردئیے گئے۔

رسول(ص) نے اس حقیقت کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا تھا:

" مجھے تمھاری طرف سے اپنے بعد یہ خوف نہیں ہے کہ تم مشرک ہوجاؤ گے۔ لیکن یہ خوف ہے کہ تم مقابلہ بازی میں مبتلا ہوجاؤ گے۔"

حضرت علی(ع) فرماتے ہیں :

" گویا انھوں نے خدا کا یہ قول سنا ہی نہیں : ہم نے آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے مہیا کیا ہے جو نہ زمین پر سربلندی کے خواہاں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور عاقبت متقین کے لئے ہے۔" (قصص/۸۳)

" قسم خداکی انھوں نے اس کو سنا اور محفوظ کیا لیکن دنیا ان کی آنکھ میں بن سنور گئی اور اس کی خوبصورتی نے انھیں لبھا لیا۔"

حقیقت تو یہی ہے، لیکن اگر ہم اس بات کے قائل ہوجائیں کہ صحابہ نے عثمان پر سنتِ نبی(ص) کو بدلنے کی وجہ سے تنقید و اعتراضات کئے تھا تو یہ بات معقول نہیں ہے کہ اس لئے کہ انھوں ابوبکر و عمر پر اعتراضات

نہیں کئے تھے ۔ تو پھر عثمان پر اعتراض کرنے کا حق کہاں سے پیدا ہوا۔ جبکہ ابوبکر و عمر سے کہیں زیادہ عثمان کے ناصر و مددگار تھے۔ جیسا کہ خود عثمان نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ پھر عثمان بنی امیہ کے سردار تھے جو کہ قبیلہ تمیم و عدی، ابوبکر و عمر کے قبیلہ ، کی بہ نسبت نبی(ص) سے قریب تھا اور طاقت و نفوذ میں زیادہ اور حسب و نسب میں بلند تھا۔

لیکن صحابہ نہ صرف یہ کہ ابوبکر وعمر پر اعتراضات نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی سنت کی اقتدا بھی کرتے تھے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ یہی صحابہ ایسی بہت سی مجلسوں میں شریک رہتے تھے جن میں عثمان سنتِ نبی(ص) کو بدل دیتے تھے جیسے سفر میں پوری نماز پڑھنا ، تلبیہ سے منع کرنا ، نماز میں تکبیر نہ کہنا اور حجِ تمتع سے منع کرنا۔ ان موقعوں پر حضرت علی(ع) کے علاوہ کسی نے بھی عثمان پر اعتراض نہ کیا ۔ انشاء اللہ عنقریب ہم اسے بیان کریں گے۔

صحابہ سنتِ نبی(ص) سے واقف تھے اور خلیفہ عثمان کو راضی رکھنے کے لئے سنتِ نبی(ص) کی مخالفت کو برداشت کرتے تھے۔

بیہقی نے اپنی سنن میں عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا: ہم عبداللہ بن مسعود کے ساتھ تھے۔ پس جب ہم مسجد منیٰ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا : امیرالمؤمنین (یعنی عثمان) نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ لوگوں نے بتایا چار رکعت تو انھوں نے بھی چار ، رکعت نماز ادا کی ، راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا : کیا آپ نے ہم سے نبی(ص) کی یہ حدیث بیان نہیں کی تھی کہ نبی(ص) دو رکعت پڑھتے تھے اور ابوبکر بھی دو رکعت پڑھتے تھے؟!

ابن مسعود نے کہا: جی ہاں اور اب بھی تم سے میں وہی حدیث بیان کرتا ہوں ۔ لیکن وہ امام ہیں اس لئے میں ان کی مخالفت نہیں کرسکتا اور پھر اختلاف میں ہے۔(السنن الکبری جلد۳ ص۱۴۴)

پڑھئے اور عبداللہ بن مسعود ایسے عظیم صحابی پر تعجب کیجئے کہ جنھوں نے عثمان کی مخالفت کرنے کو شر سمجھا اور رسول(ص) کی مخالفت کو خیر تصوّر کیا۔

کیا اس کے بعد بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ نےسنتِ نبی(ص) ترک کردینے کی بناء پر عثمان پر اعتراضات کئے تھے؟!

اور سفیان بن عینیہ نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا : عثمان منیٰ میں مریض ہوگئے تھے، علی(ع) تشریف لائے تو لوگوں نےعرض کی آپ(ع) جماعت سے نماز پڑھا دیجئے ۔

علی(ع) نے فرمایا : اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تیار ہوں لیکن وہی نماز پڑھاؤں گا جو رسول(ص) پڑھتے تھے۔ یعنی دو رکعت:

لوگوں نے کہا : نہیں صرف امیرالمؤمنین عثمان والی نماز چار رکعت ہونی چاہئے ۔ اس پر علی(ع) نے نماز پڑھانے سے انکار کر دیا۔(محلی، ابن حزم ، جلد۴،ص۲۷۰)

پڑھئے اور ان صحابہ پر افسوس کیجئے جن کی تعداد ہزاروں پر مشتمل تھی ۔ کیونکہ وہ حج کے زمانہ میں منیٰ میں تھے ۔ وہ کیسے صریح طور پر سنتِ رسول(ص) کا انکار کررہے تھے اور صرف عثمان کی بدعت ہی پر راضی تھے۔ اور عبداللہ بن مسعود نے عثمان کی مخالفت کو شر تصور کیا تھا، اور چار ،رکعت نمازادا کی تھی باوجود یکہ انھوں نے دو رکعت والی حدیث بیان کی تھی، ممکن ہے عبد اللہ بن مسعود ان ہزاروں افراد کے خوف سے، جو عثمان کے فعل ہی سے راضی تھے اور سنتِ رسول(ص) کو دیوار پر دے مارا تھا، تقیہ کیا ہو اور چار ، رکعت

نماز ادا کی ہو۔
ان تمام باتوں کے بعد نبی(ص) اور امیر المؤمنین علی بن ابی طالب(ع) پر درود و سلام بھیجنا نہ بھولئے کہ جنھوں نے عثمان کے چاہنے والوں کو رسول(ص) کی نماز کے علاوہ کسی بھی دوسری نماز پڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔ علی(ع) اپنے عمل سے سنتِ رسول(ص) کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور صحابہ آپ(ع) کی مخالفت کررہے تھے لیکن سنتِ رسول(ص) کے احیاء کے سلسلہ میں علی(ع) نے کسی مالمت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کی اور نہہی ان کی کثیر تعداد سے خائف ہوئے۔
عبداللہ بن عمر کا قول ہے کہ : سفر میں تو نماز دو رکعت ہے اور جس نے سنت کی مخالفت کی وہ کافر ہے۔(سنن بیہقی جلد۳ ص۱۴۰ اور ایسے ہی طبرانی نے معجم کبیر میں اور حصاص نے احکام القرآن کی جلد۲ ص۳۱۰ میں تحریر کیا ہے۔)
اس طرح عبداللہ بن عمر نے خلیفہ عثمان کو اور ان تمام صحابہ کو کافر قرار دیدیا جو عثمان کا اتباع کرکے سفر میں پوری نماز پڑھتے تھے ۔ اب ہم پھر فقیہ ، عبداللہ بنعمر کی طرف پلٹتے ہیں تاکہ اسے بھی اس دائرہ میں داخل کردیں جس میں اس نے دوسروں کو داخل کیا ہے۔
بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے: ابنِ عمر نے کہا : میں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان عثمان و علی(ع) کی گفتگو سنی ، عثمان ، متعہ حج اور متعہ نساء سے منع کررہے تھے جب کہ علی(ع) دونوں پر عمل کرنے کا حکم دے رہے تھے اور فرمارہے تھے۔ لبیک عمرة ، حجة معا: عثمان نے کہا : آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں لوگوں کو ایک چیز سے منع کررہا ہوں اور آپ اس کا حکم دے رہے ہیں؟ علی(ع) نے فرمایا : میں کسی کے کہنے سے سنتِ رسول(ص) کو ترک نہیں کرسکتا ہوں ۔ (صحیح بخاری، جلد۲ ص۱۵۱ باب التمتع والاقران من کتاب الحج۔)
کیا آپ کو مسلمانوں کے اس خلیفہ پر تعجب نہیں ہوتا جو کہ صریح سنت کی مخالفت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں لیکن کوئی شخص ان پر اعتراض نہیں کرتا ہاں علی بن ابی طالب(ع) سنتِ رسول(ص) پر عمل کرتے ہیں اور جان کی بازی لگا کر اسے زندہ رکھتے ہیں۔
سچ بتائیے کیا ابوالحسن علی(ع) کے علاوہ صحابہ میں کوئی تھا بھی حاکم کے ہم خیال تھے۔علی(ع) نے کبھی سنت رسول(ص) کو ترک نہ کیا ۔ہمارے اس مسلک پر اہل سنت کی صحاح وغیرہ شاہد ہیں کہ علی(ع) نے ہمیشہ سنت نبی (ص) کے احیاء کے لئے اور لوگوں کو س کی طرف پلٹانے کی پوری کوشش کی۔ لیکن اس رائے کی حقیقت ہی کیا ہے جس پر عمل نہ کیا جاتا ہو۔ جیسا کہ خود حضرت علی(ع) نے فرمایا ہے۔
اس زمانہ میں شیعوں کے علاوہ، جو کہ ان سے محبت رکھتے تھے ، ان کا اتباع کرتے تھے اور تمام احکام ان ہی سے لیتے تھے، کوئی بھی آپ(ع) کی اطاعت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی آپ کے اقوال پر عمل کرتا تھا۔
اس سے ہمارے اوپر یہ بات اور زیادہ واضح ہوجاتی ہے کہ صحابہ نے عثمان پر سنت میں تبدیلی کی بنا پر تنقید نہیں کی تھی جیسا کہ ہم ان کی صحاح میں یہ دیکھتے ہیں کہ صحابہ نے کس طرح سنتِ نبی(ص) کی مخالفت کی۔ لیکن عثمان کی بدعت کی مخالفت نہیں کی لیکن دنیائے دنی کی وجہ سے اور مال و دولت حاصل کرنے کی بنا پر وہ آپے سے باہر ہوگئے۔
یہی لوگ صُح کے بجائے حضرت علی(ع) سے جنگ کرتے رہے کیونکہ آپ انھیں عہدوں پر فائز نہیں کرتے تھے اس کے برعکس ان سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ جو ناحق مال جمع کرلیا ہے اسے مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کردو تاس کہ ناداروں کی کفالت ہوسکے۔
لائق تبریک و تحسین ہیں آپ(ع) اے ابوالحسن (ع) کہ جس نے اپنے پروردگار کی کتاب اور رسول(ص) کی سنت

کی محافظت کی۔ آپ(ع) ہی امام المتقین اور مستضعفین کے ناصر ہیں، آپ کے شیعہ ہی کامیاب ہیں۔

کیونکہ وہ کتابِ خدا اور سنتِ رسول(ص) سے متمسک رہے اور آپ(ع) کی خدمت میں شرفیاب رہے۔ اور آپ(ع) سے احکام لیتے رہے۔

قارئین محترم کیا ان تمام باتوں کے بعد بھی عثمان بن عفان کا اتباع کرنے والے اہلِ سنت ہیں اور علی(ع) کا اتباع کرنے والے رافضی و بدعت گذار؟

اگر آپ منصف مزاج ہیں تو فیصلہ کیجئے۔

" بے شک خدا تمھیں امانت والوں کی امانت لوٹانے کا حکم دیتا ہے، اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا۔(نساء/۵۸)